Submission of E-contents

1. Name: DR. MD. ZEYAUR RAHMAN
2. Designation: Associate Professor,
3. Department/College: URDU/ S. Sinha College, Aurangabad
4. Subject: URDU
5. Course Type : (UG/PG/UG Vocational Courses/PG Vocational Courses/Medical/Para-Medical/LAw/Technical/ Educational/ Diploma) write anyone : PG
6. Course (B.A/B.Sc/B.Com/M.A./M.Sc/M.Com) write anyone :
   M.A. 4th Sem, paper - 14
7. Title/Heading of e-content : WALDA MARHOOMA KI YAAD MEIN
8. Image to be displayed with e-content (1125x750 in jpg or png only): drive link
9. PDF of e-content (in . pdf and < 10Mb) : drive link
10. URL from YouTube Video of e-content:
11. Whatsapp Number * 9431632576

NOTE: In Sr.No.9 &10, One must be filled.

Fill and send to munodalgaya@gmail.com

19-08-2020

والدہ مرحومہ کی یاد میں

M.A. 4th Sem, Paper - 14

یہ نظم اقبال کی دلکش اور پرتاثیر نظموں میں سے ایک ہے۔ در اصل یہ ایک مرثیہ ہے اور وہ بھی شاعر کی ماں کا مرثیہ۔ اس لیے ہمارے دلوں پر جتنا گہرا اثر چھوڑے کم ہے۔ تاثیر کے معاملے میں کوئی نظم مرثیے کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دل پر چوٹ لگتی ہے تو بے اختیار زبان سے ایسے کلمات ادا ہوتے ہیں کہ سننے والے کے دل میں اتر جاتے ہیں۔ کسی عزیز کی موت ماں کی موت سے زیادہ دکھ و رنج پہنچانے والا کون سا حادثہ ہو سکتا ہے؟ اقبال کو جو صدمہ پہنچا اس نے ایک لافانی نظم کی شکل اختیار کی۔ نظم کا خالق چونکہ فلسفی بھی ہے اس لیے وہ یہاں موت و حیات کے پیچیدہ مسئلے پر اظہار خیال کیے بغیر رہ نہ سکا۔ نظم کی کامیابی کا اصل راز یہ ہے کہ خالص فلسفیانہ مباحث یہاں ایک مکمل شعری تجربہ اور قلبی واردات بن گئے ہیں۔ جن اشعار میں حیات و موت کی حقیقت واضح کی گئی ہے وہ بھی شعریت سے مملو ہیں۔

نظم کا آغاز بڑے ڈرامائی انداز میں ہوتا ہے اور قاری کی توجہ کو فوراً اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ قاری چشم تصور سے ایک افسردہ دل گرفتہ انسان کو دنیا کی بے ثباتی پر نوحہ کناں دیکھتا ہے۔ اسے غم ہے کہ آسمان، چاند سورج اور ستارے تقدیر کے آگے بے بس ہیں۔ جس راہ پر چلنے کے لیے انہیں مجبور کر دیا گیا ہے چپ چاپ اس پر چلے جا رہے ہیں۔ کلیاں چمن میں کھلنے پر مجبور ہیں مگر مرجھانے کے لیے ؎

آسماں مجبور ہے، شمس و قمر مجبور ہیں ۞ انجم سیماب پا رفتار پر مجبور ہیں

یہ جان لینے کے بعد کہ دنیا کی ہر چیز فانی ہے جو رہنے والی نہیں اس کے جانے کا کیا غم۔ چنانچہ شاعر کی قوت احساس مردہ ہو جاتی ہے۔ جو شخص اپنے ... شاعر کا دل الماس کی طرح سخت اور بے حس ہو جاتا ہے، آنسو خشک ہو جاتے ہیں اور لب پر انقلابات زمانہ کا گلہ باقی نہیں رہتا۔ ماں کی موت کا شاعر ذکر

پیش کرتا ہے جب وہ کہتا ہے کہ ؎

کس کو اب ہوگا وطن میں آہ میرا انتظار؟ ۞ کون میرا خط نہ آنے سے رہے گا بیقرار؟
خاکِ مرقد پر تری لے کر یہ فریاد آؤں گا ۞ اب دعائے نیم شب میں کس کو یاد آؤں گا؟

تو ماں کی موت کا جذباتی اظہار شعر کے وسیلے سے ہوتا ہے۔ اس طرح اقبال نے اس نظم میں جس خیال کا اظہار کیا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کی ہر شے فانی ہے۔ ہر طرف موت کی گرم بازاری ہے مگر موت کی کوئی حقیقت نہیں۔ زندگی فنا نہیں ہو سکتی۔ موت کی مثال ایسی ہے جیسے تھکا ہوا انسان تازہ دم ہو کے ذرا دیر کو سو جائے۔ ستاروں کی عمر بے حساب ہے مگر یہ فنا نہیں ہوتے۔ انسان کا رتبہ تو ان سے کہیں زیادہ بلند ہے۔ وہ کیسے فنا ہو سکتا ہے۔ بیج کو زمین میں دفن کر دیا جائے تو وہ پودا بن کے نمودار ہو جاتا ہے۔ انسانی جسم مٹی میں مل کر مٹ نہیں سکتا۔ اسے ضرور دوبارہ زندگی ملتی ہے ؎

جوہرِ انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں ۞ آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں

صبح ہوتی ہے تو کملائے ہوئے پھول پھر سے کھل اٹھتے ہیں، سوئے ہوئے پرندے جاگ کر چہچہانے لگتے ہیں۔ قدرت کا یہ قانون ہے تو کیسے ممکن ہے کہ انسان کی رات صبح میں تبدیل نہ ہو۔

نظم کی تعمیر دو دلی منطق ہے اس میں ایک خیال سے دوسرا خیال اس طرح برآمد ہوتا ہے جیسے شاخ سے کونپل پھوٹتی ہے۔ اس کی تمام اکائیاں ایک دوسرے میں مدغم ہیں اور پیوستہ ہیں۔ دراصل نظم کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ عضویاتی کل سے تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ یہ نظم امیجری اور خیالات سے لبریز ہے اور لب و لہجہ فنی تقاضوں کے تحت اشعار پر ہوتا ہے۔ اور نظم کا خاتمہ مرثیے کی مناسبت سے دعائیہ

DR. MD. ZEYAUR RAHMAN,
Associate Professor,
Deptt. of Urdu, S. Sinha College, Aurangabad

Course : M.A. 4th Sem, Paper - 14
Title / Heading of E-content : WALDA MARHOOMA KI YAAD MEIN

Whats app No. 9431632576